فرماتے ہے یوں شبیر اے فاطمہءِ صغریٰ
ہم جا رہے ہے کوفہ بیٹی مدینۃ رہنا
تم ام سلمۃ نانی کے پاس رہنا دختر
اَئینگے جلد لینے خواہر کو بھائی اکبر
شادی میں بھا ئیو کی شامل ضرور ہونگی
بس چار دن میں اپنے بابا سے تم ملونگی

ہجران میں ہے تنہا نازو کی جو تھی پالی
ویران ہے مدینۃ اور گھر ہوا ہے خالی
یادِ پدر تھی ہر سو جس جا نظر ہے ڈالی
بابا کی سمت بھیجا بچی نے اک سوالی
پوچھو کے کیا خبر ہے اے بابا جاں تمھاری
لینے نہ آئے اکبر کیا ہے خطاء ہماری

خط کو رسول لے کر جو کربلا ہے پہنچا
رشکِ جناں ،مقامِ کل انبیاء ہے پہنچا
صغریٰ کی لے کہ ہاتھوں میں التجاء ہے پہنچا
وہ حشر کی گھڑی میں دشتِ بلاء ہے پہنچا
ہر سمت دیکھی لاشیں خیموں میں تھی اُداسی
شبیر تھے اکیلے، ہر اک زباں تھی پیاسی

بولا کہ سِبطِ احمد کی دُخترِ حزیں ہے
بابا کہ اُسکے کوفہ سے کچھ خبر نہیں ہے
پیغام اُسکا دے دوں ارمان بس یہیں ہے
بس پوچھتی ہے ہر دم کب شہ کی واپسی ہے
یہ سن کہ شہ کی انکھوں میں اشک ڈبڈبائے
جذبات اپنی بچی سے ملنے کے بھر اُئے

میں ہی حزینہ صغری کا باپ ہوں اے بھائی
کچھ ماہ پہلے مجھسے اسکی ہوی جدائی
شہ نے رسول کو جب یہ خبر ہے سنائی
قدموں پہ گر کے شہ کہ اُسنے کی جبھ سائی
بولا اے میرے اقا کیوں کر تجھے ستایا
پہچانا ہے مشکل ایسا کیوں ظلم ڈھایا

اصحاب و اہل میرے سب ہو گئے ہے قرباں
سبطِ نبی کے اوپر سب نے نثار کی جاں
اور خیموں ہے میں میرے سارے حرم پریشاں
دو پہر میں نبی کا یہ گھر ہوا ہے ویراں
لے کر رسول کو وہ پھر خیمہ میں سدھارے
صغری کا خط سنانے نزدِ حرم پدھارے

بولے شہا حرم سے ہے اک رسول اُیا
خط میں وہ اپنی صغریٰ کا ہے سلام لایا
صغریٰ کے نام نے ہے ہر بی بی کو رلایا
لکھا ہے خط میں کیا کیا؟ پوچھا تو یہ بتایا
وہ لاڈلی تمھاری-بیمار خستہ تن ہے
اُنسوں رواں رواں ہے سوجھے ہوے نین ہے

پھر نوجواں کی میت پہ شاہِ دین اُئے
بولے کہ اُٹھو بیٹا خواہر تمہیں بُلائے
اے ہم شبیہ طہٰا صغریٰ کو کیا بتائے
اب کیا جواب لے کر بولو رسول جائے
خط پڑھ کے یہ بہن کا تم ہی جواب دے دو
ہے منتظر تمہاری جلدی جواب دے دو

شہ بولے اے مسافر تم اب مدینۃ جانا
زخموں سے چور ہوں میں صغریٰ کو تم بتانا
سبطِ نبی پہ کیا کیا اُفت پڑی سُنانا
اب بابا جان کو تم خلدِ بریں میں پانا
فرما کے یہ شہِ دیں اب جا رہے ہے رن میں
ماتم ہے اِنس و جن میں، شمس و قمر گہن میں